68

حقیقی اور کامل توحید

(فرمودہ ۱۳ جون ۱۹۲۴ء)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:

ایک مسلمان جس وقت سے مسلمان ہوتا ہے یا جس وقت سے ہوش سنبھالتا ہے۔ اسی وقت سے اقرار کرتا ہے یا یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ اقرار کرتا ہے کہ وہ ایک خدا پر یقین لاتا ہے۔ اور ایسی حالت میں یقین لاتا ہے کہ سوائے ایک خدا کے اور کسی کو معبود نہیں سمجھتا۔ نہ وہ یہ مانتا ہے کہ خدا کے سوا کوئی اور ویسا خدا ہے نہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ خدا کی سی صفات کسی اور وجود میں پائی جاسکتی ہیں نہ وہ یہ تسلیم کرتا ہے کہ خدا کے سوا کوئی اور ہستی ایسی ہے۔ جس کی اطاعت اور فرمانبرداری اسے ایسی کرنی چاہیئے جیسی خدا تعالیٰ کی کرنی ضروری ہے اور اگر خدا کی فرمانبرداری کے مقابلہ میں آجائے تو نہیں چھوڑنی چاہیئے۔ پھر وہ یہ یقین کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرنی چاہیئے۔ یعنی وہ انتہائی تذلل، انتہائی اطاعت اور انتہائی محبت کو محض خدا تعالیٰ کے لئے مخصوص کرتا ہے۔

عبادت کیا ہے؟ اگر ایک شخص کو دیکھ کر کوئی کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس کا ادب اور احترام کرتا ہے۔ اس کے لئے مرکز کی جگہ چھوڑ دیتا ہے۔ کھانا یا کوئی اور عمدہ چیز اس کی خاطر کے لئے لاتا ہے یا اس کے ہاتھ دھلاتا ہے۔ تو ادب اور احترام کا اظہار کرتا ہے۔ اسی طرح سجدہ کیا ہے؟ یہ بھی طریق اظہار ہے ادب و احترام کا۔ مگر ایک طریق کو تو ہماری شریعت نے جائز رکھا ہے۔ اور دوسرے کیا ناجائز، یہ جائز ہے کہ کسی کے استقبال کے لئے جائیں یا کسی کو چھوڑنے کے لئے جائیں۔ یہ بھی جائز ہے کہ کسی کے سامنے اپنے ہاتھ سے کھانا رکھیں۔ یہ بھی جائز ہے کہ کسی کو صدر میں جگہ دیں۔ ان تمام طریقوں سے ہم کسی کا ادب اور احترام کر سکتے ہیں۔ اور یہ بیان بھی کر سکتے ہیں کہ ہم آپ کو معزز سمجھتے ہیں، مگر کسی کے لئے ایسی حرکت جو سجدہ یا رکوع کہلاتی ہے۔ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

اس کی کیا وجہ ہے؟ یہ کہ ہر چیز کے مدارج ہوتے ہیں۔ انسانوں نے جس بات کو اپنی فطرت یا استعمال کے ذریعہ یا دنیوی اثرات کے ماتحت سب سے اعلیٰ اظہار ادب و احترام کا طریق قرار دیا۔ اسے خدا تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے مخصوص کر لیا۔ اور اسے دوسروں کے لئے جائز نہیں رکھا۔ خواہ کوئی کسی کو بغیر خدا سمجھے ہی سجدہ کرے جیسا کہ ہندوؤں میں ماں باپ کو کرتے ہیں۔ اور اسے پیریں پونا (پاؤں پڑنا) کہتے ہیں۔ وہ اس لئے سجدہ نہیں کرتے کہ ماں باپ کو خدا سمجھتے ہیں۔ بلکہ انسان ہی سمجھتے ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی سمجھتے ہیں کہ ہم انتہائی تذلل اور انتہائی احترام تمہارے لئے کرتے ہیں۔ اور جب کسی کے لئے ایسا کیا جائے گا۔ تو ماننا پڑے گا کہ وہ اور خدا برابر ہو گئے۔ کیونکہ دو مختلف مدارج والوں کے لئے ایک جیسا انتہائی تذلل اور ادب نہیں کیا جا سکتا۔ اسی وجہ سے خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ اور رکوع کرنے سے روکا گیا ہے۔ ورنہ یہ حرکت اپنی ذات میں شرک نہیں۔ کسی کو سجدہ کرنے اور اس کے آگے جھکنے سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اسے خدا سمجھنے لگ گئے تو رکوع اور سجدہ اپنی ذات میں شرک نہیں۔ لیکن انسانوں نے چونکہ اپنی فطرت اور عادت کے مطابق اسے انتہائی تذلل کا طریق قرار دے لیا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے کسی اور کے لئے اس کے اظہار سے روک دیا۔

اس سے ایک بات شرک کے متعلق معلوم ہوتی ہے۔ اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ کسی بات کے انتہائی درجہ کو اپنے سوا کسی کے لئے پسند نہیں کرتا۔ گویا شرک کی تعریف یہ نکل آئی کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک شرک یہ ہے کہ جس چیز سے خدا کے سوا انتہائی تعلق ہو۔ خواہ وہ تعلق احترام کا ہو۔ خواہ محبت کا' خواہ ادب کا' خواہ کسب علم کا' خواہ کسی اور بات کے حاصل ہونے کا' وہ شرک ہے۔ ہر ایک بات کے متعلق خدا تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ انتہائی تعلق اسی سے ہو۔ اگر وہ یہ نہ چاہتا تو کسی اور کو سجدہ و رکوع کرنے سے نہ روکتا۔ اس میں کون سی خدائی آ جاتی ہے۔ یہ محض ایک رسم ہے۔ جو انسانوں نے اختیار کی ہے۔ اگر انسان یہ قرار دے لیتے کہ سجدہ اظہار نفرت کا طریق ہوتا۔ اور آج سے ہزار دو ہزار سال قبل اظہار نفرت کے لئے اس طریق کو استعمال کیا جاتا۔ تو کبھی کسی اور کو سجدہ کرنا منع نہ ہوتا۔ اور اگر منع ہوتا تو بطور ایک ناپسندیدہ حرکت کے ہوتا۔ بطور شرک کے نہ ہوتا۔ کیونکہ بے جا اظہار نفرت سے بھی اسلام روکتا ہے۔ تو اس میں شرک کی وجہ انسانوں کی پیدا ہوئی ہے۔ انسانوں نے جب اسے انتہائی تذلل اور عبودیت کے اظہار کا ذریعہ بنایا۔ تو خدا تعالیٰ نے اپنے سوا کسی اور کے لئے اس کے اظہار سے اس لئے روک دیا کہ جبکہ تم خود تسلیم کرتے ہو کہ یہ

انتہائی تذلل اور فرمانبرداری کے اظہار کا طریق ہے۔ تو اسے صرف خدا کے لئے ہی مخصوص کرو۔ کسی اور کے لئے نہیں ہونا چاہیئے۔

اس سے یہ نکتہ معلوم ہوا کہ جس بات سے خدا تعالیٰ روکتا ہے۔ اور جو شرک ہے۔ وہ یہ ہے کہ انتہائی تعلق ہر قسم کا سوائے خدا کے کسی سے نہ ہونا چاہیئے۔ خواہ وہ تعلق محبت کا ہو یا عزت کا یا ادب کا یا علم کا' مثلاً" یہی کہ اگر کوئی سمجھتا ہے کہ مجھے فلاں سے سب سے زیادہ علم مل سکتا ہے یا فلاں سے سب سے زیادہ محبت ہے۔ تو یہ اسلامی شریعت کے ماتحت شرک ہے۔ اور جس طرح کوئی قوم اگر کسی بات کو انتہائی قرار دے لے۔ تو وہ خدا کے سوا کسی اور کی طرف منسوب کرنے سے شرک ہو جاتی ہے۔ اسی طرح فرد بھی اگر کسی بات کو انتہائی قرار دے کر خدا کے سوا کسی اور کی طرف منسوب کرے تو شرک ہوتی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کی رو سے شرک ایک نہایت باریک بات ہے۔ کسی چیز کو اتنا اعلیٰ قرار دینا کہ خدا تعالیٰ کی ہستی اس میں مد نظر نہ رہے شرک ہے۔ مثلاً" توکل ہے۔ اگر کوئی کہے کہ یونہی کام چل جائے گا۔ تو یہ شرک ہے یا یہ کہے کہ یہی ذریعہ کسب علم کا ہے۔ اور کوئی نہیں تو یہ بھی شرک ہے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی مذہبی کتاب پر ہی انحصار رکھتا ہے. کہ یہی نجات کے لئے کافی ہے تو بھی مشرک ہے اس لئے کہ کافی محض اللہ ہے وہی ایک ایسی ہستی ہے جس کے علوم کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔ باقی جو علوم خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں۔ وہ وقتی ضروریات کے لئے آتے ہیں۔ اور وقتی ضروریات پر کھلتے ہیں۔

قرآن کریم میں علوم ہیں۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ مجھ پر الہام کے ذریعہ تسبیح نازل ہوتی ہے۔ اگر یہ بھی قرآن کریم میں موجود تھی۔ تو علیحدہ الہام کے ذریعہ نازل ہونے کی کیا وجہ تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کے علاوہ بھی علوم ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے علوم کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا۔ ہاں چونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ دنیا کے اس آخری دور کے لئے قرآن کریم کو بھیجا گیا ہے۔ اس لئے ہم یہ یقین رکھتے ہیں۔ کہ ہماری حاجات کے لئے سارے خزانے اس میں بند کر دئے گئے ہیں۔ مگر یہ کہنا کہ خدا کا سارا علم اس کے اندر بند ہے۔ یہ شرک ہے ہماری روحانی ضروریات کے لئے قرآن کریم میں سب کچھ موجود ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کا علم اتنا ہی نہیں۔ جتنا قرآن کریم میں ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کا علم وہی ہے جس کے متعلق اس نے فرمایا ہے۔ **ولا یحیطون بشیء من علمه الا بما شاء** (البقرہ - ۲۵۶) قرآن کریم میں بما شاء ہے علمہ نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا

ہے کہ میرے علم کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا مگر اتنا ہی جتنا خدا تعالیٰ چاہتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کے پاس بھی علم رہتا ہے۔ پس قرآن کریم بما شاء ہے۔ علمہ نہیں۔

تو ہر بات میں یہ سمجھنا کہ اس میں خدا تعالیٰ کی صفات کے برابر کوئی نہیں ہو سکتا۔ یہ توحید ہے۔ اسباب پر بھروسہ کرنا کہ ان کے ذریعہ کام ہو جائے گا۔ انسانوں پر بھروسہ کرنا کہ فلاں انسان کے ذریعہ کام ہو جائے گا۔ قرآن پر بھروسہ کرنا کہ جتنی ضروریات اس دنیا کی اور آخرت کی ہیں۔ وہ سب اس میں موجود ہیں۔ یہ شرک ہے۔ پس کامل توحید کے یہ معنے ہیں کہ انسان کسی ہستی پر ٹھہرتا نہیں بلکہ یہی کہتا ہے کہ مجھے خدا کی طرف جانا ہے۔ اسے کوئی چیز خدا سے نیچے نہیں روک سکتی۔ اگر وہ رسول کو قبول کرتا ہے تو محض اس لئے کہ وہ خدا کا دروازہ ہوتا ہے جس میں سے ہو کر وہ خدا تک پہنچتا ہے۔ اگر قرآن کو قبول کرتا ہے تو محض اس لئے کہ وہ خدا کی طرف کھینچنے والی رسی ہوتی ہے۔ اگر اسباب کو استعمال کرتا ہے۔ تو محض اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے ان کے استعمال کا حکم دیا ہوتا ہے۔

اس طرف شیخ عبدالقادر صاحب جیلانیؒ نے اشارہ فرمایا ہے جسے بعض لوگ نہیں سمجھے۔ وہ کہتے ہیں میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاتا۔ جب تک خدا تعالیٰ نہ کہے کہ تمہیں میری توحید کی قسم کھالو۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ شیخ عبدالقادر صاحب بھوکے رہ کر خودکشی کے لئے تیار ہو جاتے تھے یا خدا تعالیٰ سے منتیں کرانا چاہتے تھے۔ بلکہ ان کے کہنے کا یہی مفہوم ہے کہ مجھے کھانے پر بھی توکل نہیں۔ اور میں کھانا اس لئے نہیں کھاتا کہ زندہ رہ سکوں۔ بلکہ اس لئے کھاتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے کھانا زندگی کا ذریعہ بنایا ہے۔ اگر خدا کی توحید و تفرید مجھے اجازت نہ دیتی کہ میں کھاؤں تو نہ کھاتا۔ پس ان کے کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ خدا سے منتیں کراتے تھے کیونکہ یہ بے ادبی ہے۔ بلکہ ان کے کہنے میں یہی علمی نکتہ تھا کہ چونکہ خدا کی توحید نے یہ جائز رکھا ہے کہ میں کھاؤں۔ اس لئے میں کھاتا ہوں اگر وہ جائز نہ رکھتی تو میں کبھی نہ کھاتا اور کھانے کی مجھے کوئی پروا نہ ہوتی۔ اسی طرح اگر خدا تعالیٰ کی توحید کپڑا پہننے کی اجازت نہ دیتی تو نہ پہنتا۔ اور کہتا کہ مجھے کپڑے کی بھی کوئی پروا نہیں۔ میں کپڑے کا محتاج نہیں بلکہ خدا کا محتاج ہوں۔ اسی طرح میں اور اسباب کو بھی استعمال نہ کرتا۔ اگر ان کا استعمال کرنا خدا تعالیٰ کی توحید کے خلاف ہوتا۔ لیکن چونکہ انہیں استعمال کرنے کا خدا نے حکم دیا ہے۔ اور اجازت دی ہے اس لئے استعمال کرتا ہوں باقی رہا ان کا یہ کہنا کہ مجھے خدا کہتا ہے کہ میری توحید کی قسم کھالو۔ اس کی وجہ وہ عرفان ہے جو خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو دیتا ہے۔ جب کوئی انسان اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ سمجھتا ہے۔ خدا نے ہی سب کچھ دیا ہے تو خدا تعالیٰ کی توحید اس سے

کلام کرتی ہے وہ انسان ترقی کرتا کرتا اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اس وقت جب وہ لقمہ اٹھاتا ہے تو کانٹے کی طرح اس کے حلق میں چبھتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کیا میں اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا اس وقت دیکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ آ کر کہتا ہے۔ **کلوا واشربوا** ان الفاظ کو سنکر وہ سمجھتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی توحید حکم دے رہی ہے کہ میں کھاؤں۔ تب وہ کھاتا ہے۔ اسی طرح جب وہ لباس پہننے لگتا ہے۔ تو نفس سے سوال کرتا ہے۔ کیا ستر ڈھانکنے کے لئے تو کپڑے کا محتاج ہے۔ اور کیا **الیس اللہ بکاف عبدہ** (الزمر ۳۷) کا حکم منسوخ ہو گیا ہے۔ تب وہ کہتا ہے کہ میں کپڑے کا محتاج نہیں ہوں۔ میں خدا ہی کا محتاج ہوں۔ اس وقت خدا اس کلام کے ذریعہ اس سے بولتا ہے کہ **خذوا زینتکم** (الاعراف ۳۲) اور وہ سمجھتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی توحید مجھے کہتی ہے کہ کپڑا پہنوں تب وہ پہنتا ہے۔ اسی طرح ہر ایک ضرورت وہ اپنی پوری کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ ایک واقعہ سنایا کرتے تھے۔ فرماتے ایک بزرگ تھے۔ وہ ایک اور بزرگ کو جو دریا کے پار رہا کرتے تھے روز کھانا دینے جایا کرتے ایک دن بیمار ہو گئے۔ انہوں نے اپنی بیوی سے کہا آج تم کھانا پکا کر دریا کے پار فلاں بزرگ کے پاس لے جانا اور اسے کھلانا اس نے کہا۔ دریا سے کسی طرح گزروں گی۔ انہوں نے کہا دریا پر جا کر کہنا۔ اے دریا فلاں (اپنا نام بتا کر) آدمی کی خاطر جس نے کبھی اپنی بیوی سے صحبت نہیں کی۔ مجھے رستہ دے دے۔ اس نے کہا۔ یہ تو جھوٹ ہے۔ اتنے بچے موجود ہیں۔ اور تم کہتے ہو کبھی صحبت نہیں کی۔ انہوں نے کہا تمہیں کیا تم اس طرح کہہ دینا۔ تمہیں رستہ مل جائے گا۔ اس نے جا کر اسی طرح کہا۔ تھوڑی دیر بعد ایک کشتی آ گئی۔ اور وہ سوار ہو کر دریا سے پار ہو گئی۔ کھانا کھلانے کے بعد کہنے لگی۔ میں نے آنے کے وقت تو دعا سیکھ لی تھی۔ اب کیا کروں۔ کیونکر پار اتروں۔ بزرگ نے کہا۔ یہ معمولی بات ہے۔ دریا پر جا کر کہنا۔ مجھے اس شخص کی خاطر (اپنا نام بتا کر) رستہ دیدے۔ جس نے کبھی اپنے منہ میں ایک دانہ بھی نہیں ڈالا (حالانکہ ابھی ابھی اس کے سامنے کھانا کھا چکے تھے) اس نے کہا۔ یہ جھوٹ ہے۔ کہنے لگے تمہیں کیا۔ تم اسی طرح کہنا۔ اس نے جا کر کہا۔ کشتی آ گئی' اور وہ پار اتر گئی۔ گھر جا کر اس نے اپنے خاوند سے کہا۔ آج دو جھوٹوں کے ذریعہ دعا قبول ہوتی دیکھی ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے انہوں نے کہا۔ بات یہ ہے' کہ نہ ہم نے کبھی نفس کی خاطر صحبت کی' اور نہ انہوں نے کبھی نفس کے لئے کھانا کھایا ہم نے تعلق رکھا' تو اس لئے کہ خدا نے کہا۔ اور انہوں نے کچھ کھایا' تو اس لئے کہ خدا نے حکم دیا۔ پس نہیں کا مطلب یہ نہیں' کہ وہ فعل نہیں ہوا' بلکہ یہ کہ اپنی خواہش اور لذت اس میں نہ تھی۔ تو کامل توحید اس وقت

ہوتی ہے کہ تمام چیزوں سے لذت کھینچ کر ایک ہی لذت باقی رہ جاتی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ کسی چیز میں مزا نہیں آتا۔ نمکین چیز نمکین نہیں معلوم ہوتی۔ اور میٹھی چیز میٹھی نہیں لگتی۔ بلکہ یہ ہے' کہ انسان ہر ایک چیز اس لئے کھاتا ہے۔ کہ خدا نے حکم دیا ہے' مطلب تو دونوں کا حاصل ہو جاتا ہے' جو اس نیت سے کھاتا ہے' کہ خدا کا حکم ہے' وہ بھی لذت حاصل کرتا ہے اور جو اپنے نفس کی خاطر کھاتا ہے' وہ بھی مزا پاتا ہے' اس لئے مجھے ہمیشہ تعجب آیا کرتا ہے۔ نیت سے اتنا فرق پڑ جاتا ہے۔ تو لوگ کیوں نیت نہیں بدل لیتے' اگر یہ نیت ہو' کہ خدا نے کہا ہے' اس لئے میں یہ کام کرتا ہوں' تو کیا مزا نہیں آئے گا' ضرور آئے گا۔ مگر یہ نیت کرنے والے کو دوہرا فائدہ ہو گا۔ کیونکہ وہ میٹھا بھی کھائے گا' اور عبادت بھی کرے گا' خدا تعالیٰ نے یہ جو فرمایا ہے۔ **الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً و علیٰ جنوبھم** (ال عمران ۱۹۲)

یہ انسان کی تین حالتیں ہوتی ہیں اور تینوں میں ذکر کرنے سے مراد یہ ہے. کہ انسان ہر وقت خدا کو یاد کرتا رہتا ہے۔ اگر کھڑا ہوتا ہے' تو بھی خدا کو یاد کرتا ہے' اگر بیٹھا ہوتا ہے تو بھی خدا کو یاد کرتا ہے' اگر لیٹا ہوتا ہے تو بھی خدا کو یاد کرتا ہے' اگر اس کا یہ مطلب ہو' کہ مقررہ عبادت میں لگا رہتا ہے' تو پھر اور کام کس وقت کرتا ہے' مگر یہ ناممکن ہے' ہاں اگر وہ ہر ایک کام اس لئے کرے' کہ خدا نے کہا ہے' تو جو کام کھڑا ہو کر کرتا ہے' وہ بھی عبادت ہے' جو بیٹھ کر کرتا ہے' وہ بھی عبادت ہے' اور اگر سونے کے لئے لیٹ جاتا ہے' تو وہ بھی عبادت ہے' اگر ایک تاجر اس نیت سے کام کرتا ہے' کہ خدا نے کہا ہے' کسب معاش کرو' تو اس وجہ سے اسے گھاٹا نہیں ہوتا' بلکہ جس طرح کسی اور کو نفع ہو گا' اسے بھی ہو گا' مگر نیت بدل جانے کی وجہ سے اس کا یہ کام عبادت ہو جائے گی' اسی طرح اگر کوئی سوتا ہے' اور اس لئے سوتا ہے' کہ خدا نے رات آرام کے لئے بنائی ہے' تو ساری رات اس کی عبادت سمجھی جائے گی' یہ ہے مطلب کھڑے' بیٹھے' اور لیٹے خدا کو یاد کرنے کا' اور یہ ہے کامل توحید' کہ کوئی کام انسان کا اپنا نہیں رہتا' یہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے' ہر کام سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لیا کرو' ورنہ وہ کام تباہ ہو جائے گا۔ اس کا بھی یہی مفہوم ہے' کہ یہ نیت کر لیا کرو کہ خدا کی خاطر میں یہ کام کرتا ہوں' ورنہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کا اور کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ اس میں نیت کی درستی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

جب ایک مسلمان یہ اقرار کرتا ہے' کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو اس کا کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ جب تک اس کے تمام اعمال میں توحید نہ جاری ہو جائے' جب تک اٹھتے بیٹھتے' چلتے' پھرتے'

کھاتے' پیتے' عورتوں بچوں سے تعلقات رکھتے توحید ہی توحید مدنظر نہیں ہوتی اس وقت تک کوئی مومن نہیں ہو سکتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو ایک ارشاد فرمایا ہے۔ اس سے دیکھ لو۔ یہ سب باتیں کس طرح عبادت میں داخل ہو جاتی ہیں۔ آپ نے فرمایا' اگر کوئی بیوی کو لقمہ کھلاتا ہے' تو یہ بھی اس کی عبادت ہے' اب لقمہ دیکر اس نے تو خود ناز اٹھایا' اور مزا پایا' پھر عبادت یہ کس طرح ہو گئی۔ لیکن چونکہ وہ اس نیت سے لقمہ دیتا ہے' کہ خدا نے کہا ہے۔ اس لئے یہ عبادت ہو گی۔ اسی طرح انسان کھانا کھاتا ہے۔ اور مزا لیتا ہے' کپڑا پہنتا اور آرام پاتا ہے' لیکن اگر اس کی نیت یہ ہوتی ہے' کہ یہ چیزیں خدا کی دی ہوئی ہیں۔ تو اس کی عبادت سمجھی جاتی ہے' رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے متعلق آتا ہے' جب بارش ہوتی' تو آپ اسے جسم پر ڈالتے' منہ میں ڈالتے' اور فرماتے خدا نے یہ تازہ نعمت بھیجی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ عرش سے خدا نے بارش بھیجی' بلکہ یہ کہ خدا نے نعمت دی ہے۔ اس کی قدر کرنی چاہئے۔

پس اگر ہر نعمت کے لئے یہ کہا جائے' کہ خدا نے دی ہے' تو یہ توحید ہو گی۔ اگر ہر بات میں اس نکتہ کو مدنظر رکھا جائے' تو پھر کوئی انسان خدا سے دور نہیں ہو سکتا۔ لوگ خدا سے دور ہوتے ہیں کھانے پینے کے لئے' یا آرام و آسائش کے لئے' لیکن جو شخص یہ خیال کرے گا کہ سب کچھ خدا ہی دیتا ہے' وہ خدا کو بھولے گا' یا ہر وقت یاد رکھے گا' دیکھو اگر کسی کو کوئی دوست کھانا بھیجے' تو کھاتے وقت بھیجنے والا دوست یاد آئے گا۔ یا بھول جائے گا' اگر کوئی کسی کے لئے کپڑے لائے' تو انہیں پہنتے وقت لانے والا یاد یا فراموش ہو جائے گا۔ کئی لوگ تحفے لاتے ہیں۔ مثلاً" جائے نماز' وہ اس لئے نہیں لاتے کہ بھول جائیں۔ بلکہ اس لئے لاتے ہیں کہ یاد آتے رہیں۔ اسی طرح انسان اگر سب اشیاء کو خدا تعالیٰ کی طرف سے تحفہ سمجھ لے' تو ان کی وجہ سے خدا کو یاد کرتا رہے گا۔ بھلائے گا نہیں' اور یہی توحید ہے۔ اس صورت میں ہر چیز خدا کو دیکھنے کا آئینہ بن جاتی ہیں۔ اور آئینہ جب آنکھ کے سامنے آ جائے' تو نظر گھٹ نہیں جاتی۔ بلکہ بڑھ جاتی ہے' جو لوگ عینک لگاتے ہیں وہ اس لئے نہیں لگاتے' کہ نظر گھٹ جائے' بلکہ اس لئے لگاتے ہیں' کہ بڑھ جائے' اس طرح جن چیزوں کو انسان خدا تعالیٰ کی نعمت سمجھ کر استعمال کرتا ہے' وہ خدا کو اور زیادہ یاد دلانے والی ہوتی ہیں۔ لباس جب ایسا انسان پہنتا ہے' تو خدا کو زیادہ یاد کرتا ہے' مکان میں جب انسان داخل ہوتا ہے' تو خدا کے زیادہ قریب ہو جاتا ہے' اور یہ چیزیں اسی طرح اسے خدا دکھاتی ہیں۔ جس طرح اعلیٰ درجہ کی عینک صحیح اور زیادہ عمدہ منظر کمزور نظر والے کو دکھاتی ہے۔

یہ وہ کامل توحید ہے' جس کا اسلام ہم سے مطالبہ کرتا ہے اور اسی وجہ سے سجدہ اور رکوع خدا کے سوا کسی اور کو کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ بعض لوگ حیران ہوتے ہوں گے کہ کسی کے آگے جھکنے سے خدا کی کیا ہتک ہو گئی۔ مگر اس سے اسی لئے روکا گیا ہے کہ انسان کا ہر قسم کا انتہائی تعلق خدا سے ہونا چاہیئے جب تمام دنیاوی معاملات میں ایسا ہو تب کامل توحید حاصل ہوتی ہے۔ اور اس طرح تمام کاموں میں پڑ کر بھی انسان خدا کی راہ میں ترقی کرتا اور روحانی مدارج حاصل کرتا رہتا ہے۔ لیکن اگر اس توحید کو چھوڑ دے تو خواہ ننگ دھڑنگ ہو کر جنگلوں میں پھرتا رہے' درختوں کے پتے کھا کر پیٹ بھرے' تو بھی توحید نہیں پا سکے گا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے دست درکار و دل بایار کے مطابق عمل ہونا چاہیئے۔

پس میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ تم جو کلمہ توحید پڑھتے ہو۔ اور اس پر زور دیتے ہو کہ اس کے سوا کوئی مسلمان نہیں ہوتا۔ تم اپنے اعمال پر بھی نظر کرو۔ اور دیکھو' کہ ہر چیز جو تمہیں ملتی ہے' اس کی آخری کڑی تم خدا تعالیٰ کو سمجھتے ہو یا نہیں' اگر تم اپنے کاموں میں اس بات کو جاری کر لو۔ تو یہی توحید ہے ورنہ منہ سے **لاالٰہ الا اللہ** کہنے کا نام توحید نہیں۔ اور جب تک کوئی صرف منہ سے کہتا ہے اس وقت تک اسے کچھ نفع نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو سچی اور حقیقی توحید سکھائے اور ہر قسم کے شر سے بچائے' خدا تعالیٰ یہ کہتا ہے کہ شرک معاف نہیں ہو گا۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ خدا کہتا ہے' کیا وہی چیزیں جو میری یاد دلانے والی تھیں۔ وہی روک بن گئیں۔

آج نماز جمعہ کے بعد ایک جنازہ پڑھا جائے گا۔ یہاں ایک احمدی پٹھان ہیں۔ ان کے بھائی کے متعلق خط آیا ہے' کہ وہ اپنے وطن میں مار ڈالا گیا ہے' وہاں چونکہ اور احمدی نہیں تھے' اور مخالفت کی وجہ احمدیت ہی ہے' اس لئے اس کا جنازہ پڑھوں گا۔

(الفضل ۲۴ جون ۱۹۲۴)

؎۱ سفینۃ الاولیاء مصنفہ دارا شکوہ ۴۷